New Era Magazine
NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
تہنیت علی
Creation
محبت
بھیک ہے شاید
از عظمیٰ ضیاء
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محبت بھیک ہے شاید

از عظمی ضیاء

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

● سازش

"آپ نے انکی کسی بات پہ یقین نہیں کیا۔ جو لوگوں نے دیکھا، جو بتایا، اسی کو ہی سچ مان لیا۔۔ یہ نہیں سوچا کہ آپکی بیٹی کو اس وقت آپ کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ "

"بس۔۔۔ بند کرو اپنی بکواس۔۔ میں کچھ کہہ نہیں رہی تمہیں۔۔ تو اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ تم جو جی میں آئے کہو۔۔" وہ اونچی آواز سے بولی تھیں، جس میں مردانہ وجاہت صاف جھلک رہی تھی۔

ایک لمحے کے لیئے تو دونوں خوف سے کانپ کر رہ گئیں۔ مگر مہر کا حوصلہ نہیں ٹوٹا تھا۔
جنت تو اسکے ساتھ کھڑی اسے وہاں سے جانے کے لیئے اشارۃً بول رہی تھی۔
انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اپنی لاٹھی کا مضبوط سہارا لیے فوراََ سے کمرے سے باہر آئیں۔

وہ دونوں بھی انکے پیچھے پیچھے کمرے سے باہر آئیں۔ شاہ ویز نے حیران کن نگاہوں سے ان کو دیکھا جو غصہ سے لال پیلی ہو رہی تھیں۔

"کہاں ہو تم سب کے سب؟؟ ندیم؟ نعیم؟ زیبا؟؟" انکی ایک آواز پہ سارے گھر والے جمع ہو گئے تھے۔

"کیا ہوا؟؟ سب ٹھیک تو ہے؟؟" ندیم نے آگے بڑھ کر پوچھا۔

"آپ ٹھیک تو ہیں؟؟" نعیم نے بھی پریشانی کا اظہار کیا۔

''اپنی اولاد کو سنبھالو۔۔۔ میں پوچھتی ہوں۔۔یہ ہوتی کون ہے مجھ سے سوال کرنے والی۔۔'' انہوں نے مہر کی طرف اپنی چھڑی سے اشارہ کیا۔

''کیا ہوا؟؟'' زیبا بھی سب کام چھوڑ کر بھاگی بھاگی آئی۔

''کیا کہا ہے تم نے؟؟ اماں بی بچی ہے۔۔ ایسے ہی کچھ بول دیا ہو گا۔۔ کیا بولا ہے تم نے؟؟؟'' وہ معاملے کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔ مگر مہر نے فی الحال خاموش رہنے کو ہی غنیمت جانا۔

''وہ زندہ ہے یہ بات ان دونوں کو کیسے پتہ ہے؟؟ کس نے بتایا انہیں سب؟؟'' وہ ان سب پہ جیسے ہنکاریں، سبھی کا سانس خشک ہو گیا تھا، وہ سمجھ گئے تھے کہ وہ کس کی بات کر رہی ہیں۔

''اماں بی۔۔ ہم میں سے کوئی بھی اسکا ذکر کہاں کرتا ہے؟؟'' اب کی بار سامعیہ کی طرف سے جواب آیا جسے انہوں نے چپ کروا دیا۔ انہوں نے شاہ ویز کی طرف دیکھا، جس نے انہیں چپ رہنے کا اشارہ کیا۔ علینہ بھی اندر ہی اندر پریشان ہوئی۔

''زیبا۔۔ پوچھو اس سے ناہنجار سے۔۔ کس نے اس کو یہ سب بتایا؟ ''

''جی۔۔۔جی۔۔''

''بولو۔۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟؟'' وہ ڈرتے ڈرتے بولی۔

''تم جانتی نہیں ابھی کہ تمہاری اس بدتمیزی کی سزا کتنی بڑی ہو سکتی ہے۔۔'' نعیم صاحب تنبیہی انداز میں بولے۔

"ابا۔۔ میں نے کوئی بد تمیزی نہیں کی۔۔سوائے اسکے یہ کہا ہے کہ پوپھو بے قصور ہیں۔۔ انکی زندگی کے دس سال،انکی وجہ سے جاتے رہے۔۔کیا انہیں کوئی حق نہیں تھا کہ اپنی صفائی میں کچھ کہتیں؟؟" اسکی آواز بے شک لرز رہی تھی مگر وہ پر اعتماد تھی۔جنت اسکے ساتھ کھڑی بس حیرت سے سب تماشا دیکھ رہی تھی۔

"لو سن لیا؟؟ اب یہ مجھ سے۔۔ مجھ سے جواب مانگے گی۔۔" وہ چیخ کر بولیں۔

"مہر۔۔جاؤ تم اپنے کمرے میں۔۔ جنت۔۔ بہن کو لے کر جاؤ اوپر۔۔" ندیم ماموں اماں بی کے غصہ سے خوب واقف تھے، تبھی بولے۔

"تایا ابا۔۔ آج اگر میں بھی چلی گئی نا۔۔تو سمجھیں بہت سی زندگیاں برباد ہو جائیں گی۔خدارا سمجھیں اس بات کو۔۔" اس نے جیسے منت کی ہو۔

نعیم صاحب کی برداشت سے اب یہ سب باہر ہو چکا تھا۔تبھی انہوں نے مہر کو ایک چانٹا رسید کر دیا۔

"چچا جان۔۔ کیا کر رہے ہیں آپ؟" شماز نے آگے بڑھتے ہوئے ان کے ہاتھ کو روکا۔جسے انہوں نے اسکی گرفت سے نکالا۔

شماز ان کے غصے کے آگے بے بس ہوا۔

"تہذیب نام کی کوئی چیز نہیں تم میں۔۔ اماں بی گھر کی بڑی ہیں۔۔ہم نے آج تک اس انداز میں بات نہیں کی ان سے۔۔تو تم کون ہوتی ہو؟؟" تھپڑ پڑتے ہی اسکا دماغ ماؤف ہو کر رہ گیا تھا۔اس سے پہلے وہ ایک اور تھپڑ اسے مارتے، جنت نے انہیں روکا۔

”ماموں۔۔ نہیں۔۔“ جنت کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ سبھی نے اسے غور سے دیکھا۔ کیونکہ اسکے علاوہ اور کسی میں نعیم کو روکنے کی ہمت پیدا نہیں ہوئی تھی۔

”کیا ہو گیا ہے آپکو۔۔ بیٹی ہے یہ آپ کی۔۔ ایسا بھی کیا کر دیا اس نے جو آپ اس سے یہ برتاؤ کر رہے ہیں؟؟“ اسکے حوصلے کو دیکھ کر اماں بی نے اسے بغور دیکھا۔ انکے ذہن میں ایک ایک بات آ رہی تھی کہ کیسے وہ انکی آنکھوں میں دھول جھونک کر واک کے بہانے سے باہر جایا کرتی تھیں۔ اب وہ اچھے سے سمجھ چکی تھیں کہ دونوں تابینہ سے ہی ملنے جایا کرتی تھیں۔

”تم چپ رہو۔۔ تمہیں بھی یہ لڑکی اپنی طرح۔۔۔“ اس سے پہلے وہ اپنی بات پوری کرتیں، جنت نے ان کی بات کاٹی۔

”کچھ نہیں کیا اس نے۔۔۔ اور ماموں آپ۔۔ کیا ہو گیا ہے آپ کو؟؟ اس نے وہی سب کہا ہے جو آج سے دس سال پہلے آپ کو کہنا چاہیئے تھا۔۔ اور آپ اس کو مار رہے ہیں؟؟ کیوں؟؟ کیا کیا ہے اس نے آخر؟؟“ وہ ان پہ پھٹ پڑی تھی۔

”کتنا آسان ہے نا ابا مجھ پہ ہاتھ اٹھانا۔۔ بیٹی ہوں نا آخر۔۔ جب یہ گھر آئے ہر مہمان کو بے عزت کرتا تھا، تب تو کسی نے اس پہ ہاتھ نہیں اٹھایا۔۔“ مہر خوب رو رہی تھی۔ اسکی بات کا اشارہ صاف شاہ ویز کی جانب تھا، جس نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

”بیٹی ہوں نا۔۔ مجھ پہ ہاتھ تو اٹھائیں گے آپ۔۔ کیا ہی اچھا ہوتا ابا۔۔ آپ نے اپنے

انہی ہاتھوں سے اپنی بہن کو دفن کر دیا ہوتا۔۔انہیں بھی تو آپ دونوں بیٹی کہتے تھے۔۔" اسکا صاف اشارہ اپنے ابا اور تایا کی طرف تھا۔اماں بی کا بس نہیں چل رہا تھا، نہیں تو وہ ابھی اور اسی وقت اسے شوٹ کر دیتیں۔

"اماں بی آپ لوگوں کی باتوں کو کیسے اہمیت دے سکتی ہیں آخر۔۔ قرآنِ پاک میں بھی لکھا ہے ناکہ "جب کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو اسکی خوب تحقیق کر لیا کرو۔" وہ سسک کر بولی۔

"نانو۔۔ ٹھنڈے دماغ سے ایک دفعہ ہماری بات تو سن لیں۔۔" آخر جنت انکے قریب آئی اور ان کی منت سماجت کرنے لگی۔

"اماں بی! میں شرمندہ ہوں آپ سے۔۔آپ اسے اسکی بدتمیزی کے لیئے جو چاہے سزا دے سکتی ہیں۔۔" نعیم نے اتنا کہا اور وہاں سے چل دیئے۔زیبا بھی انکے پیچھے پیچھے ہو لی۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ؟؟ رکیں تو۔۔"

اماں بی نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر مہر کو، جس کی آنکھوں سے آنسو زار و قطار بہہ رہے تھے۔

ندیم اور سامعیہ بھی منظر سے غائب ہوئے اور زیبا کے ساتھ چل دیئے، تاکہ نعیم کو سمجھا سکیں۔آخر چند لمحے کے سکوت کے بعد انکی طرف سے شماز کو حکم صادر ہوا۔

"جاؤ۔۔جاکر کوارٹر سے اسے بلا کر لاؤ۔۔۔"

جب تک تابینہ نہیں آئی تھی،اماں بی لاٹھی زمین پہ ٹکائے کھڑی رہیں۔انکی حالت کے پیشِ نظر سبھی نے انہیں بیٹھنے کے لیئے کہا مگر انکے لیئے آرام و سکون محال تھا۔ان کے مطابق تابینہ کا صرف گھر کے بڑوں کو ہی علم تھا اور شماز کو۔۔وہ گہری سوچ میں مبتلا تھیں کہ آخر کس کے بہکانے پہ نوجوان لڑکیاں بغاوت پہ اتر آئی ہیں۔

"اماں جانی۔۔ بیٹھیے۔۔" شاہ ویز نے انہیں اپنے مضبوط ہاتھوں کا سہارا دیا۔

"پانی لے کر آؤ ان کے لیئے۔۔"

اس نے غصہ سے دونوں کو گھورا تو دونوں وہاں سے چلی گئیں۔

اماں بی بیٹھ تو گئیں لیکن ابھی تک پندرہ منٹ پہلے ہونے والے حادثے کے زیرِ اثر تھیں۔شاہ ویز نے انہیں بغور دیکھا۔

"موقع اچھا ہے۔۔" اس نے دل ہی دل میں خود سے کہا۔

"اماں جانی۔۔ایک بات بتانا تھی آپکو۔۔" ابھی اس نے یہ کہا ہی تھا کہ جنت پانی کا گلاس لے آئی۔اس نے احترام سے انکے سامنے پیش کیا لیکن گلاس ان کی بجائے شاہ ویز نے پکڑا۔

"تم جاؤ۔۔" اس نے اسکے چہرے پہ نگاہ ڈالی۔جب سے وہ آیا تھا۔پہلی مرتبہ اس نے اسے غور سے دیکھا اور مسکرایا بھی تھا۔اسے عجیب ضرور لگا مگر وہاں سے جانا ہی مناسب سمجھا۔

وہ کچن میں مہر کے پاس ہی بیٹھ گئی جو زار و قطار رو رہی تھی۔اب دونوں کو انتظار تھا تو

صرف تابینہ کے آنے کا۔

شاہ ویز نے انہیں پانی کا گلاس پیش کیا۔ جسے انہوں نے پکڑا اور بمشکل صرف ایک گھونٹ ہی حلق سے اتار پائی تھیں۔

"کیا بات بتانی تھی تم نے؟ بولو؟"

"اماں بی۔۔۔ آپ اگر تحمل سے میری بات سنیں تو۔۔۔" وہ ذرا ڈرتے ہوئے بولا تھا۔

"تحمل؟؟" وہ زخمی انداز سے مسکرائیں۔

"ابھی جو کچھ ہوا۔۔ اسے تحمل سے سنا ہے تو کیا تمہاری بات تحمل سے نہیں سنوں گی؟ بولو؟ کیا بات ہے؟" انہوں نے اسکے چہرے کی طرف دیکھا جو بے حد افسردہ تھا۔

وہ انکے سامنے والی کرسی پہ آموجود ہوا اور ان سے تفصیلاً بات کرنے لگا۔ جسے سن کر وہ چکر کھا کر رہ گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆

"مہر۔۔۔ چپ کر جاؤ نا پلیز۔۔" دوسری طرف وہ اسے چپ کروانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

"مجھے دکھ اس بات کا نہیں کہ ابا نے مجھ پہ ہاتھ اٹھایا۔۔ مجھے دکھ اس بات کا ہے کہ کیا ہم بیٹیاں اتنی بے مول ہوتی ہیں کہ کوئی بھی انکے بارے میں کچھ بھی کہے گا اور وہ مان

لیں گے؟ بناء تصدیق کے؟؟ کیوں جنت؟ آخر کیوں؟'' وہ پھر سے زرار و قطار رودی۔ جنت نے اسکی آنکھوں سے آنسو صاف کیے اور اسے اپنے گلے سے لگا یا۔

''شماز بھائی ابھی تک نہیں آئے؟ پوپھو کو لے کر؟'' آخر اسے روتے روتے یاد آیا۔

شماز کو وہاں سے گئے تقریباً آدھ گھنٹہ ہو گیا تھا، مگر نہ ہی وہ آیا اور نہ ہی تابینہ۔۔ آخر اتنی دیر کیونکر ہو گئی؟ دونوں ہی پریشان تھیں۔ تبھی مہر کے کہنے پہ جنت نے اسے فون کیا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ تو ہسپتال میں داخل ہیں۔

''میں وہاں پہنچا تو وہ زمین پہ بے ہوش پڑی تھیں۔ اسی وقت انہیں ہسپتال لے آیا۔''

''بھائی اطلاع تو کی ہوتی؟'' جنت کے چہرے پہ پریشانی صاف عیاں تھی جس نے مہر کو بھی پریشان کر دیا۔

''کیا ہوا؟'' اس نے فون رکھا تو مہر نے استفہامیہ انداز میں پوچھا۔

''خالہ ہسپتال میں ہیں۔۔ بتا رہے ہیں کہ انکی طبعیت زیادہ خراب تھی تو وہ انہیں فارم ہاؤس کے دروازے سے ہی ہسپتال لے گئے۔"

دونوں نے پریشانی سے ایک دوسرے کو دیکھا اور فوراً سے باہر آکر سبھی گھر والوں کو اطلاع دی۔

☆☆☆☆☆☆

☆

''بھائی آخر آپ میرے ساتھ چلتے کیوں نہیں؟؟ میں ہوں نا! سب سنبھال لوں

گا۔۔۔" سجیل انہیں منانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

"تم بچے ہو ابھی۔۔۔ جانتے نہیں ہو ان لوگوں کو۔۔۔" وہ گہری سوچ میں محو تھے۔

"تو پھر کیسے ہو پائے گا سب؟؟" وہ الجھا۔

ابھی وہ ان سے بحث و تکرار میں مصروف ہی تھا کہ اسکے موبائل پہ بیپ ہوئی۔ میسج شماز کی طرف سے تھا۔

"راحت بھائی کو لے کر ابھی اور اسی وقت آئیں۔۔۔ اگر اب وہ نہ آئے تو شاید ساری عمر انہیں پچھتانا پڑے گا۔"

پیغام کے موصول ہوتے ہی وہ گہری سوچ میں پڑ گیا۔ شماز نے ایک عرصے بعد اسے میسج کیا تھا، اور میسج تھا بھی، تابینہ کے متعلق۔۔۔ پریشانی تو واجب تھی۔

"کس کا میسج ہے؟؟" راحت نے اسکے چہرے کا بغور جائزہ لیتے ہوئے کہا، تبھی اس نے موبائل انکے سامنے پیش کر دیا۔

پیغام پڑھتے ہی وہ بے حد پریشانی کا شکار ہوئے۔ "آخر وہاں ایسا کیا ہوا ہے؟" وہ خود سے گویا ہوئے۔

"کسی کو ہمارے جانے کا علم تو نہیں ہوا؟" ان کے سوال پہ سجیل بولا۔

"پتہ نہیں؟ کال کر رہا ہوں۔۔۔ دونوں میں سے کوئی بھی فون نہیں اٹھا رہا۔۔۔"

آخر اس نے شماز کو کال ملائی۔

"سب ٹھیک تو ہے وہاں؟ شماز؟"

''نہیں۔۔کچھ بھی ٹھیک نہیں۔۔پوپھو ہسپتال میں ہیں۔۔'' شماز کا سانس کافی پھولا ہوا تھا۔

''ہسپتال؟؟ کیا ہوا؟'' سجیل اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور ساتھ ہی ساتھ راحت بھی، وہ حیرت سے اسکا منہ دیکھنے لگا۔

سجیل کا فون بند ہوا تو راحت نے اس سے دریافت کیا۔

''کیا ہوا؟''

''آپو۔۔'' وہ آگے کی کہانی بمشکل ہی اپنی زبان سے بیان کر پایا تھا۔

کچھ ہی دیر میں سب کے سب وہاں پہنچ چکے تھے۔ شماز ایمرجنسی وارڈ کے باہر ڈاکٹر کا انتظار کر رہا تھا۔

''کیا ہوا؟؟؟'' مہر نے اسے دیکھتے ہی پوچھا۔

''پتہ نہیں۔۔ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ ان کے دماغ کو کسی بات سے شدید جھٹکا پہنچا ہے۔۔اور یہ انہیں ابھی سے نہیں۔۔بہت پہلے سے ہے۔۔اور ابھی انکی حالت کے متعلق کچھ کہا نہیں جا سکتا۔۔''

اس نے ایک نظر گھر کے سبھی افراد کو دیکھا، جو وہاں موجود تھے۔ اور پھر مہر اور جنت کی طرف دیکھ کر دونوں کو اشارۃً وہاں سے اپنے ساتھ آنے کو کہا۔ سبھی نے اس چیز کو محسوس کیا مگر اگنور کرنا ہی مناسب سمجھا۔

بھلے ہی ان کو تابینہ سے جتنے بھی مسائل تھے، مگر اسکی طبعیت کا سن کر سبھی وہاں آموجود ہوئے ماسوائے اماں بی کے۔۔جو گھر پہ شاہ ویز کے ساتھ تھیں۔

"تمہاری بات میں اگر صداقت نہ ہوئی تو؟" انہوں نے اس سے پوچھا۔

"تو آپ مجھے جو چاہے، سزا دے سکتی ہیں۔۔لیکن بھروسہ رکھیئے۔۔اس کی نوبت نہیں آئے گی۔۔" وہ پورے وثوق سے بولا۔

"امممم۔۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھیں اور پی ٹی سی ایل فون کے پاس رکھی فون ڈائریکٹری کو اٹھاتے ہی اس میں سے کچھ ڈھونڈنے لگیں۔وہ بھی حیران تھا کہ آخر وہ ڈھونڈ کیا رہی ہیں؟

کوئی پانچ دس منٹ بعد انہیں نمبر ملا۔

"اس نمبر پہ کال کرو۔۔اور بات کرواؤ میری۔۔"

"مگر یہ ہیں کون؟" اس نے تفتیشی انداز سے پوچھا جو انہیں اچھا نہ لگا۔

"تمہیں جتنا بولا ہے، اتنا کرو۔۔"

"جی۔۔" اس نے ان سے مزید بحث کی بجائے، ان کے کہے ہوئے نمبر پہ کال کی۔

دوسری طرف شمازان دونوں کو ڈانٹ رہا تھا۔

"جانتی بھی ہو تم دونوں کی وجہ سے پوپھو کس حال میں جا پہنچی ہیں؟ آخر تم لوگوں کو کس نے بتایا ان کے بارے میں؟؟ اور کب سے یہ سلسلہ جاری ہے؟ ان سے ملنے کا؟؟" اس نے ان دونوں کو آڑے ہاتھوں لیا۔

"بھائی۔۔وہ ٹھیک تو ہو جائیں گی؟؟" جنت نے گھبراتے ہوئے پریشانی سے پوچھا۔

"مجھے میرے سوال کا جواب دو۔۔نہ کہ مجھ سے سوال کرو۔۔" وہ غصہ سے بولا۔

"شماز؟ کیا ہو گیا ہے آپکو؟ دونوں پہلے ہی گھبرائی ہوئی ہیں۔۔" علینہ فوراً سے آگے بڑھی۔

"اور جو ہم پریشان ہیں وہ؟ تم نہیں جانتی کہ ان دونوں نے رات کو کیا کیا؟"

علینہ نے ان دونوں کی طرف دیکھا تو دونوں اس سے نظریں چرانے لگیں۔علینہ سمجھ چکی تھی کہ دونوں پوپھو سے ملنے ہی گئی ہوں گی۔

"تو کیا ہو گیا؟؟ پوپھو سے ملنے میں مجھے نہیں لگتا کہ کوئی حرج۔۔؟؟"

"تو تم نے بتایا انہیں سب؟" وہ اسکی بات کاٹتے ہوئے بولا تو وہ خاموش ہو کر رہ گئی۔

"مجھے یہ بتاؤ راحت انکل وہاں کیوں آئے تھے؟؟ بولو؟" وہ ان دونوں سے بولے تو علینہ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

"کیا؟ راحت انکل؟؟"

"ہاں۔۔اور اب کوئی جھوٹ نہ بولنا۔۔کیونکہ سب جان چکا ہوں میں۔۔" اس سے پہلے دونوں کوئی بہانہ گڑھتیں اس نے دونوں کو وارن کیا۔

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور گہری سوچ میں پڑ گئیں۔

ابھی ان سب میں بحث چل ہی رہی تھی کہ انہیں ایمرجنسی روم کے باہر کچھ آوازیں سنائی دیں۔

"کیا کرنے آئے ہو تم یہاں؟ تمہاری وجہ سے ہماری بہن کا یہ حال ہے۔۔میں پوچھتا ہوں آخر کس نے بلایا تمہیں یہاں؟" نعیم صاحب اسکے گریبان کو پکڑے بولے، سجیل نے چاہا کہ وہ انہیں روکے مگر راحت نے ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنے قریب آنے سے روکا۔

شماز فوراََ سے آگے بڑھا۔

"چچا جان۔۔ چھوڑیں پلیز۔۔ کیا کر رہے ہیں آپ؟؟"اس نے انکے ہاتھوں سے اسکا گریبان چھڑوایا۔

"میں نے بلایا ہے انہیں یہاں۔۔ پوپھو کی حالت کے ذمہ دار آپ ہیں۔۔یہ نہیں۔۔"

نعیم نے خونخوار نظروں سے دونوں کو دیکھا۔اسی اثناء میں ایمرجنسی روم سے ڈاکٹر صاحب باہر آئے۔

"کیسی ہیں وہ؟" جنت نے آگے بڑھتے ہی پوچھا۔

"یہ اماں بی کون ہیں؟ محترمہ بار بار ایک ہی بات دہرا رہی ہیں۔۔"اماں بی راحت اور میں بے قصور ہیں۔۔" یہ راحت کون ہے؟ "

"جی۔۔"راحت صاحب فوراََ سے آگے بڑھے۔ سبھی گھر والوں نے اسکی طرف غصہ سے دیکھا۔

"آپ مل لیجئے ان سے۔۔ ان کی حالت کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ

سکتے۔۔سیریس کنڈیشن ہے ان کی۔۔اور ہو سکے تو یہ۔۔اماں بی۔۔ان کو بھی بلا لیجیئے۔۔" ڈاکٹر کے چہرے پہ کافی حد تک مایوسی تھی۔

راحت نے سحیل کو دیکھا۔سحیل نے نظروں ہی نظروں میں انہیں پر امیدی کا احساس دلایا اور انکے پاس جانے کا اشارۃً کہا۔اس نے ادھر اُدھر نگاہ دہرائی تو جنت اور مہر دونوں روتی ہوئی دکھائی دیں۔اس نے چاہا کہ وہ ایک لمحہ بھی ضائع کیے بناء ان کے پاس جائے مگر ارد گرد اسکے گھر والوں کا لحاظ رکھتے ہوئے چپ چاپ سائیڈ پہ ہی کھڑا رہا۔

دوسری طرف اماں بی کو فون کیا جاچکا تھا۔اب وہ آتیں یا نہیں،اس کے متعلق کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔سب کا خیال تھا کہ وہ نہیں آئیں گی مگر ایسا نہ ہوا۔کوئی آدھ گھنٹے بعد وہ وہاں شاہ ویز کے ہمراہ آ پہنچیں۔

"کہاں ہے وہ؟؟" انکی ضبط کا عالم تھا کہ وہ خود کو سنبھالتے ہوئے لاٹھی کا سہارا لیتے ہوئے ایمرجنسی روم کی جانب بڑھیں۔اماں بی کو دیکھتے ہی سبھی کی جان میں جان آئی۔ سب ہی انکی آمد پہ حیران تھے۔

سب نے شاہ ویز کی طرف دیکھا جو انکے پیچھے پیچھے آرہا تھا۔ندیم صاحب نے اس سے پوچھنا چاہا کہ آخر ماجرا کیا ہے؟ جسے اس نے ایک جملے میں جواب دے کر انہیں پر سکون کرنا ہی مناسب سمجھا۔

"اپنے حصے کی سزا کاٹ چکی ہیں پوپھو۔۔ سمجھ لیجیئے انکی سزا ختم ہوئی۔۔"

اسکی بات سن کر مہر اور جنت کی روتی آنکھوں میں خوشی کی لہر دوڑی۔شاہ ویز نے چند لمحے کے لیئے جنت کو دیکھا جس کے چہرے پہ مسکراہٹ کھل اٹھی تھی۔

"تمہاری سزا سمجھو شروع ہوئی۔۔" وہ اسکے چہرے پہ نگاہ ڈالتے ہوئے مسکرایا جس نے مسکراتے ہوئے سجیل کو دیکھا۔۔جیسے کہہ رہی ہو۔۔"محبت کی پہلے کامیابی مبارک۔" سجیل کا دھیان شاہ ویز پہ پڑا تو وہ خوش ہوا۔

"یہ تو وہی ہے۔۔" وہ خود سے بولا۔

شاہ ویز نے اسے کن اکھیوں سے انجان بنتے ہوئے دیکھا۔اس سے پہلے سجیل اس سے ملتا مہر بولی۔

"تھینک یو شاہ ویز۔۔تم نے انہیں منا لیا۔۔ بہت بہت شکریہ تمہارا۔۔" مہر اسکے قریب آکر بولی تو نعیم صاحب نے معنی خیز نظروں سے دونوں کو گھورا۔

"چچا جان کی طرف سے سوری۔۔اس کے لیئے۔۔۔" اس نے اپنے کانوں کو ہاتھ لگا کر اس سے معذرت کی اور اسکے رخساروں کو ہاتھ لگا کر اسے ہنسانے کی کوشش کی، جسکی آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہہ رہے تھے۔

"سوری۔۔کہ میں نے اس سب میں تمہارا ذکر۔۔"اسے بھی اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

"آں۔۔ہاں۔۔ اِٹس۔۔او۔۔کے۔۔" وہ ہنسا۔

جنت کو اسکا یہ انداز عجیب لگا تھا۔

دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ہنس ہنس کے باتیں کرتا دیکھ کر ندیم ماموں گہرے انداز سے مسکرا دیے۔ انہوں نے نعیم کی جانب دیکھا۔ دونوں بھائیوں نے بناء ایک دوسرے سے بات کیے ان دونوں کے بارے میں ایک الگ ہی رائے قائم کرلی۔

وہ اندر داخل ہوئی ہی تھیں کہ تابینہ کو بیڈ پہ نیم بے ہوشی کی حالت میں اور راحت کو اسکے پاس بیٹھے گڑ گڑاتے ہوئے پایا۔

"آپ جائیں یہاں سے۔۔۔ آخر آپ یہاں آئے ہی کیوں ہیں؟؟ مجھے سکون سے مر جانے دیں۔۔۔ اللہ کا واسطہ ہے آپ کو۔۔" وہ انتہائی تکلیف اور اذیت میں تھی۔

تبھی راحت کو اپنے پیچھے ایک سایہ محسوس ہوا۔ وہ فوراً اٹھا۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو گھبرا گیا۔ اسکی نظریں تو کیا اسکے قدم بھی انہیں دیکھ کر ساکت ہو گئی تھیں۔ وہ یہاں آسکتی ہیں، اس نے یہ سوچا نہیں تھا۔

Novels|Afsana|Article

انہوں نے ایک نظر اسے دیکھا۔ مضبوط دکھائی دینے والی " زیتون بیگم" ٹوٹ چکی تھیں۔ اسکی حالت دیکھتے ہوئے ان کے ذہن میں "چچا الاؤ دین" کے کہے الفاظ گھومنے لگے۔

"بی بی۔۔ آپ نے مجھ سے کچھ بھی پوچھے بناء مجھے ملازمت سے فارغ کر دیا۔۔ گھوڑا پہاڑی سے نیچے دریا میں جا گرا تھا۔۔۔ بیٹی کی حالت اس رات بہت خراب تھی۔ میں ان کے پاس ہی تھا۔۔۔ ہڑتال کی وجہ سے رستے سارے بند ہو گئے اور ہسپتال بھی۔۔ تو انہیں وہاں رکنا پڑا۔ پوری رات راحت بابا انکا خیال رکھتے رہے۔۔۔ وہاں

موجود سب لوگوں کی نظروں کو میں پڑھ چکا تھا۔۔ جانتا تھا کہ یہ لوگ آپ تک کوئی اور کہانی بیان کر دیں گے۔۔ میں نے بہت بار آپ سے ملنا چاہا۔۔ لیکن مجھے چوکیدار نے سب بتا دیا۔۔اور یہ بھی کہا کہ اگر میں آپ کے سامنے گیا تو شاید آپ مجھے مار نہ دیں۔۔اس نے مجھے بتایا کہ آپ مجھے ان دونوں کے جرم میں شریک سمجھتی ہیں۔۔ جبکہ۔۔ یہ جرم تھا ہی نہیں۔۔ یہ تو صرف احساس تھا۔۔جو راحت بابا کے دل میں ان کے لیئے تھا۔"

چچا کی فون پہ کہی گئی ایک ایک بات ان کے ذہن میں گھوم رہی تھی۔انکی خشک آنکھیں نم ہوئیں اور زار و قطار بہنے لگیں۔

"دس سال۔۔۔دس سال۔۔ایک ناکردہ جرم کی سزا میں تم نے گزارے اور اف تک نہ کہا۔۔" وہ سسکتے لبوں سے بولیں تو راحت نے یکدم اپنی نظریں انکے چہرے کی طرف گھمائیں۔اور دلبرداشتہ ہوتے ہوئے وہاں سے نکل گیا۔

"تمہیں ٹھیک ہونا ہوگا۔۔میری بچی۔۔۔" انکی آواز اسکے کان میں پڑی ہی تھی کہ اس نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھولیں۔

"بہت دیر لگا دی اماں بی۔۔بہت دیر۔۔۔" وہ بمشکل ہی بول پائی تھی۔

"دیر تو واقعی ہو گئی ہے۔۔" وہ آہ بھر کر بولیں۔

"لیکن۔۔ تمہاری ماں ہے ناں۔۔ تمہاری زندگی کے دس سال تو میں واپس نہیں دے سکتی مگر۔۔" اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کرتیں وہ بولی۔

''کچھ مت کہیں۔۔ کچھ بھی نہیں۔۔ آپ آگئیں۔۔یہی کافی ہے۔۔'' وہ نیم لہجے میں بولی۔دونوں کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

کافی دیر تک وہ اسکے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دیے بیٹھی رہیں۔

راحت ایمر جنسی سے باہر آیا تو سبھی اسکی جانب بڑھے مگر وہ سبھی کے درمیان سے تیزی سے گزر گیا۔ سجیل اسکے پیچھے پیچھے گیا۔

سبھی ایمر جنسی کی طرف بھاگے۔۔یہ دیکھنے کہ تابینہ ٹھیک تو ہے۔ جس انداز سے راحت ان کے پاس سے گزرا تھا،ان سب کی حیرانگی قابلِ دید تھی۔

باہر موجود ہر انسان، اندر کا منظر دیکھ کر رو رہا تھا۔

''یہ سب ہماری وجہ سے ہی ہو رہا ہے۔۔کاش خالہ کو راحت بھائی سے ملوایا نہ ہوتا۔۔'' جنت لب بھینچتے ہوئے مہر سے بولی۔

''اشش۔۔'' شماز فوراً سے ان دونوں کے قریب آیا۔

''خبر دار۔۔بھول کے اب ذکر بھی کیا۔۔کوئی نہیں جانتا اس سب کے بارے میں۔۔بڑی مشکل سے سب ٹھیک ہوا ہے۔۔اب تم لوگ پلیز۔۔۔۔'' وہ دونوں کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولا تو شاہ ویز نے آنکھیں گول کرتے ہوئے تینوں کو گہری نظر سے دیکھا۔

''دعا کرو کہ وہ ٹھیک ہو جائیں۔۔'' اسکی بات سن کر دونوں خاموش ہو کر رہ گئیں۔

☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

"مہر۔۔مہر۔۔ کہاں ہو؟؟" وہ اسے تقریباً پورے گھر میں ڈھونڈ چکی تھی مگر اسکا کہیں نام ع نشاں نہیں تھا۔

"کیا بات ہے؟؟ کیا ہو گیا ہے؟؟" زیبا فوراً سے کچن سے باہر نکلی۔

"کچھ نہیں ممانی۔۔ وہ۔۔مہر کہیں نظر نہیں آ رہی۔۔" وہ ذرا رک رک کر بولی۔

"ہاں۔۔ تمہاری پوپھو کے پاس ہے۔۔" وہ نارمل انداز سے بولیں۔

"پوپھو کے پاس؟؟" وہ ذرا زور دے کر بولی۔

"ہاں صبح ہی ہسپتال سے ڈسچارج ہوئی ہے۔۔ تم سو رہی تھیں تب۔۔ اماں بی کے روم میں ہیں۔۔جاؤ جا کر مل آؤ۔۔بلکہ رکو۔۔یہ یخنی لیتی جاؤ۔۔" وہ بھی انکے ساتھ،انکے پیچھے پیچھے کچن میں ہو لی۔وہ انکی بات پہ ابھی تک حیران تھی۔

"اماں بی نے مجھے بلوایا ہے۔۔" سجیل سے ابھی ابھی وہ فون پہ بات کر کے ہی آ رہی تھی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟؟ ساری کا یا ہی پلٹی ہوئی ہے یہاں تو۔۔کچھ سمجھ نہیں آ رہا مجھے تو۔۔۔" وہ خود سے بولی۔

"یہ لو۔۔" زیبا نے کوئی دو تین مرتبہ اس سے کہا لیکن اسکی نظریں سامنے دیوار پہ جمی تھیں،اور ذہن کسی اور ہی سوچ میں گم تھا۔

"جنت۔۔۔بیٹی؟؟ کیا ہوا؟؟ تم ٹھیک تو ہو؟؟" اس نے ذرا اونچی آواز میں کہا تو

اس نے ذہن کو جھٹکا دے کر اپنے آپ کو سوچوں سے آزاد کیا۔

”جی ممانی۔۔میں ٹھیک ہوں۔۔لائیے۔۔“ اس نے یخنی پکڑی اور کچن سے باہر آئی۔

باہر آتے ہی اسکا پہلا دھیان شاہ ویز پہ پڑا، جو خوبصورت انداز سے مسکرا رہا تھا۔وہ چند لمحے کے لیئے رکی مگر پھر فوراً سے آگے بڑھی۔

”رکو۔۔کزن۔۔ ایک لاپرواہ سا شخص۔۔تمہارے انتظار میں کب سے کھڑا ہے یہاں۔۔“

اسکی بات سن کر وہ رکی اور پلٹ کر اسے دیکھا۔

”ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟؟“ اس سے پہلے وہ کچھ بولتی، وہ خود ہی بولا۔

”تھوڑی ہی دیر میں سجیل آنے والا ہے۔۔“ اسکا نام سنتے ہی یخنی کا پیالہ اسکے ہاتھوں سے گرتے گرتے بچا، جسے اس نے فوراً سے پکڑا۔

”کیا ہوا؟ تم تو ایسے پریشان ہو رہی ہو جیسے میں نے کسی عجیب و غریب چیز کا نام لے لیا ہو؟ خیر۔۔دو منٹ۔۔“ اس نے پیالے کی طرف اشارہ کیا، جو ٹھنڈا ہو رہا تھا اور وہاں سے فوراً اماں بی کے روم میں یخنی پکڑا تے ہی باہر آگیا۔

وہ وہیں کھڑی بدستور حالت میں اسکا انتظار کر رہی تھی۔

”آخر تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ صاف صاف کہو نا۔۔“ وہ سامنے آیا تو وہ بلا تاخیر بولی تو وہ ہنس دیا۔

"کیسے جانتے ہو تم اسے ؟؟ "

"کیسے ؟؟" اس نے انجان بننے کی کوشش کی تو وہ زچ ہو کر بولی۔

"شاہ ویز۔۔ تم اچھے سے جانتے ہو کہ میں کس کی بات کر رہی ہوں۔۔"

"ام م م۔۔" وہ اسکی حالات کے پیشِ نظر مسکرایا اور کچھ دیر توقف کے بعد بولا۔

"بہت محبت کرتی ہو اس سے ؟؟"

اسکے یہ الفاظ اس پہ بجلی طرح برسے تھے۔ وہ ششدر ہو کر رہ گئی۔

"ریلیکس۔۔۔ ریلیکس کزن۔۔" وہ زخمی انداز میں مسکرایا۔

"مجھے تو لگا تھا تمہارے اس پتھر دل پہ شاید ہی کبھی محبت کی بوند ٹپکے۔۔ لیکن بہت خوشی ہوئی یہ جان کر کہ۔۔۔" اس نے اپنی آنکھوں کے کناروں کو رگڑ کر صاف کیا اور مسکرا دیا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Int

اس نے اسکا ہاتھ پکڑا اور اسے باہر لاؤنج میں لے گئی۔

"کیسے جانتے ہو تم یہ سب ؟ اور تم نے کسی کو بتایا تو۔۔۔۔" وہ اسکی بات کاٹتے ہوئے بولا۔

"بے فکر رہو۔۔ کوئی نہیں جانتا۔۔ لیکن میں کیسے جانتا ہوں شاید یہ تم اچھے سے جانتی ہو گی۔۔"

"میں جانتی ہوں ؟ بنو مت۔۔ صاف صاف بات کہو۔۔"

وہ نیم انداز میں مسکرایا۔

”اسکے نمبر پہ تمہاری کال دیکھ کر لگا، جیسے تم نے مجھے کال کی ہو۔۔“ اسکی اسی بات پہ اسے ساری کہانی سمجھ آچکی تھی۔اسے سب سمجھ آنے لگا تھا کہ سجیل کا گم ہوا موبائل فون۔۔آخر کس کے پاس تھا؟اور جب اس نے بات کی تو کیوں دوسری طرف سے کوئی بولا نہیں۔

”خیر۔۔ جنت۔۔"اس نے گہری لمبی سانس لی اور اپنے بالوں پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے دلکش انداز میں بولا۔

”ایک گڈ نیوز ہے۔۔پھوپھو کی شادی کا شادی ہو رہی ہے۔۔“ وہ اسکی بات کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔

”راحت انکل سے۔۔۔“ وہ اسکے چہرے پہ موجود سوال کو سمجھتے ہوئے خود ہی بولا اور وہاں سے جانے لگا۔

”رکو۔۔“ اسکے پکارنے پہ وہ پلٹا۔

”تم نے اماں بی کو راضی کیا انکے لیئے؟؟“ وہ خود سے اخذ کرتے ہوئے استفہامیہ انداز میں بولی تو اس نے محبت سے اسکے چہرے پہ نگاہ ڈالی، مسکرایا اور وہاں سے چل دیا۔

اسکی خاموشی اور مسکراہٹ سے وہ یہ سب تو سمجھ گئی تھی کہ اسی نے ہی اماں بی کو راضی کیا ہے۔۔ لیکن یہ بات ضرور اسے مضطرب کیے ہوئے تھی کہ آخر اماں بی نے اس کی بات کیسے مان لی؟

مہر نے اسے گم صم دیکھا تو لاؤنج سے ہوتے ہوئے باہر لان میں آئی۔

" اوئے۔۔ہیلو؟؟ یہاں کیا کر رہی ہو؟ناشتہ کر لیا؟؟ "

"ناشتہ لگے گا تو سب کے ساتھ مل کر میں بھی کر لوں گی ناشتہ۔۔" وہ سادہ انداز میں بولی۔

"ناشتہ تو کر لیا ہے سب نے۔۔ تمہیں جگاتی رہی مگر تم کافی سکون سے سو رہی تھی۔۔تو۔۔"

"تو کیا مطلب؟میں سمجھی نہیں۔۔" وہ الجھی۔

"میرے بناء ہی؟اماں بی نے کچھ کہا نہیں؟؟؟کہ مجھے بلالاؤ تم یا کچھ اور پوچھا ہو؟؟ "

"ارے۔۔کیا ہو گیا ہے جنت؟؟ جانتی ہو پوپھو جب سے آئی ہیں۔۔ایک منٹ کا ہوش نہیں ہے کسی کو۔۔اب اتنا بھی ضروری نہیں کہ ناشتہ تمہارے بناء کیا ہی نہ جائے۔۔" وہ مذاحیہ انداز میں بولی۔

"مہر۔۔کچھ تو ہے۔۔ ورنہ یہ تو تم بھی اچھے سے جانتی ہو کہ اماں بی۔۔۔" اس سے پہلے وہ مزید کچھ بولتی،مہر چڑ کر بولی۔

"اف۔۔ہو۔۔کیا ہو گیا ہے؟؟ سب ٹھیک ہے۔۔"

جنت نے اسے گہری نظر سے دیکھا،جیسے کچھ ٹٹولنا چاہتی ہو۔

"بلایا ہے اسے اماں بی نے آج دن میں۔۔" اس نے دیر کیے بناء ہی اسے بتایا۔

"تو؟؟اس میں پریشانی کی کیا بات ہے؟" مہر اسکی کیفیت کو دیکھتے ہوئے تقریباً

پاگل ہونے کے قریب تھی۔

”دیکھو جنت۔۔ طوفان گزر چکا ہے۔۔ اور اب بس۔۔ سکون ہی سکون ہو گا۔۔ وہ آج اس سے پوپھو اور راحت بھائی کے رشتے کی بات کرنے والی ہیں۔۔“

اس نے بڑے سکون سے اسے سمجھایا مگر وہ کسی اور ہی سوچ میں محو تھی۔

”مہر۔۔ مجھے نجانے کیوں بے چینی سی محسوس ہو رہی ہے۔۔ ایسے لگ رہا ہے جیسے کچھ غلط ہونے والا ہے۔۔“

”اف ف ف۔۔ ایک تو تمہارے اندیشوں سے میں بہت تنگ ہوں۔۔۔ شادی کی بات کے لیئے اب وہ راحت بھائی کو بلانے سے رہیں۔۔“

”مہر۔۔ پوری بات تو سنو یار۔۔۔ اماں بی پچھلے دس سالوں سے مانی نہیں۔۔ اور اب اتنی جلدی کیسے مان گئیں؟ اور وہ بھی اب؟ جب کہ خالہ ابھی پوری طرح سے صحت یاب بھی ہوئی نہیں؟“

”جنت۔۔ میری جان۔۔ پوپھو کی حالت تو تمہارے سامنے ہے۔۔ انکا علاج صرف اور صرف راحت بھائی ہیں۔۔ ڈاکٹرز کا کہنا ہے کہ انکے دماغ کی رگیں بہت متاثر ہو رہی ہیں۔۔ یہ تو شکر ہے۔۔ اللہ کا کہ اماں بی مان گئیں۔۔ شاہ ویز نے ہی انہیں منایا ہے۔۔ راحت بھائی کے لیئے۔۔“

”ام م م م۔۔ م م۔۔ بتایا اس نے۔۔ اور یہ بھی کہ وہ میرے اور سجیل کے بارے میں جانتا ہے۔۔“

”کیا؟؟“ اس کی اس بات سے تو اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

”نہیں۔۔یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ تمہیں ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی۔۔“

”نہیں۔۔مہر۔۔یہ غلط فہمی نہیں ہے۔۔اس نے کہا کہ۔۔۔“ اس سے پہلے وہ اسے پوری بات بتاتی مہر سر پکڑتے ہوئے بولی۔

”اسکی کسی بھی بکواس پہ کان دھرنے کی ضرورت نہیں۔۔خود سے ہی اندازے لگانا تو اسکا معمول ہے۔۔ اس وقت ہمارا پورا فوکس۔۔صرف اور صرف پوپھو کی شادی پہ ہونا چاہیئے۔۔ سمجھی۔۔“

اسکی بات سن کر وہ وہیں چپ کر کے رہ گئی۔ مگر اسکی کہی گئی اگلی بات پہ اس نے اثبات میں سر ہلانے پہ ہی اکتفا کیا۔

”ایک عرصے سے میں اسی کوشش میں لگی تھی۔۔اور اب اگر ہم نے شاہویز کی کسی بات پہ کان دھرے تو ہم اپنے مقصد سے پیچھے ہٹ سکتی ہیں۔۔ سمجھ رہی ہو نا؟؟“

”ہاں۔۔“ اس نے اثبات میں گردن ہلائی اور کچھ سوچنے میں مصروف ہو گئی۔

وہ بالکنی میں کھڑے ان دونوں کو دیکھ کر اندر ہی اندر مسکرا رہا تھا۔

”سب کچھ پلاننگ کے مطابق ہی ہو رہا ہے۔۔اب۔۔اس کو پٹانا باقی ہے اور بس۔۔پھر سجیل کو۔۔“ اسکے ذہن میں ایک الگ ہی منصوبہ جنم لے رہا تھا، جس سے سبھی ناواقف تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

پچھلے آدھ گھنٹے سے اماں بی اسکے ساتھ ڈرائنگ روم میں بات کرنے میں محو تھیں۔ باہر موجود ہر ایک کی بے چینی میں اضافہ ہو رہا تھا کہ آخر گفتگو اتنی طویل کیوں ہو گئی ہے۔۔ وگرنہ وہ تو مختصر بات کرنے کی قائل ہیں۔

"تم سوچ سمجھ کر آج ہی اپنا فیصلہ بتا کر جاؤ۔۔ تمہیں۔۔ بھائی کی خوشی زیادہ عزیز ہے یا اپنی ؟؟؟"

وہ نظریں جھکائے ادب سے انکے سامنے بیٹھا تھا۔ مگر انکے اس جذباتی سوال پہ اس نے یکدم نگاہیں اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"گستاخی معاف۔۔ لیکن میں سمجھا نہیں۔۔"

"تمہیں اور اسے کیا لگتا ہے کہ ہمارے پیٹھ پیچھے تم لوگ کچھ بھی کرو گے اور ہمیں کانوں کان خبر نہیں ہو گی ؟؟" وہ ذرا تحمل سے بولی تھیں مگر انکے لہجے میں کافی حد تک سختی تھی۔

ان کے منہ سے نکلنے والے ان لفظوں نے تو جیسے اسکے دل کی دھڑکن تقریباً بند ہی کر دی تھی۔

"سب جانتی ہوں میں۔۔ ہم اسکی شادی کی تیاریاں کر رہے ہیں ۔۔ لیکن اس سب میں۔۔۔ بے باکی دیکھ چکی ہوں میں اسکی۔۔۔" وہ کچھ دیر توقف کے بعد بولیں۔

"عزیز ہے وہ مجھے۔۔ اور میں نہیں چاہتی کہ وہ میرے سامنے مہر کی طرح بغاوت پہ

اتر آئے۔۔

ویسے بھی میں۔۔" زیتون بیگم" زبان کی پکی ہوں۔۔جہاں اسکا رشتہ طے کیا ہے ان لوگوں کو زبان دے چکی ہوں۔۔۔اسکے منگیتر کے بیرونِ ملک سے آتے ہی اسکا نکاح کر دیا جائے گا۔"

ان کی باتیں سن کر اسکا سانس حلق میں اٹک کر رہ گیا تھا، مگر پھر تھوڑی سی ہمت کرتے ہوئے بولا۔

"میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ میری وجہ سے اسے کبھی کوئی۔۔" اسکی بات ادھوری ہی رہ گئی کیونکہ وہ اپنی جگہ سے فوراََ سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"خیر۔۔تم سوچ سمجھ کر فیصلہ لے سکتے ہو۔۔کل تک کا ہم تمہیں وقت دیتے ہیں۔۔۔کل اگر تم شگن کی مٹھائی لے آؤ۔۔تو ہم سمجھ لیں گے کہ تم نے ہماری نواسی کو اپنی محبت سے دستبردار کر دیا ہے۔۔اور ہم تمہیں راحت کے لیئے تابینہ کا رشتہ دے دیں گے۔۔تمہیں اپنے بھائی کی قسم اگر تم نے اپنی بات سے مکرنے کی کوشش بھی کی تو؟امید ہے ہم دونوں میں ہونے والی گفتگو اس کمرے سے باہر نہیں جائے گی۔۔" انہوں نے دوٹوک بات پورے وثوق سے کی اور بڑے سکون سے وہاں سے باہر آ گئیں۔

اماں بی تو باہر آ چکی تھیں۔۔لیکن وہ وہیں بیٹھا کافی دیر تک سوچتا رہا کہ کیا کرے؟سب گھر والوں نے ان سے پوچھنا چاہا مگر انکے چہرے پہ اطمینان کو دیکھ کر خاموش ہو گئے۔

ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہا تھا کہ شاہ ویز ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔ ساتھ ہی ساتھ باورچی، جس کے ہاتھ میں چائے کی ٹرے اور اس میں کچھ لوازمات موجود تھے۔

"رکھ دو۔۔ اور جاؤ یہاں سے۔۔" اس نے باورچی سے کہا اور اسکے قریب آ بیٹھا۔

"چائے لیجیئے جناب۔۔ان شاءاللہ بہت جلد میں بھی آپکو اپنے گھر کا کھانا کھلاؤں گا۔۔ میرا مطلب ہے پوپھو کی شادی کا کھانا۔۔" وہ کھلکھلایا۔

لیکن اسکی طرف سے پھیکی سی مسکراہٹ پیش کی گئی تھی۔

"کیا ہوا آپکو؟؟ پریشان کیوں ہیں؟؟" اس نے اسکا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"شاہ ویز صاحب۔۔ مجھے نہیں لگتا کہ یہ شادی ہو پائے گی۔۔" وہ قدرے مایوسی سے بولا۔

NEW ERA MAGAZINE

"کیوں؟؟ ایسا کیا ہوا؟ دیکھیں سجیل صاحب۔۔اماں بی نے جو بھی کہا ہے، وہ مان لیجیئے۔۔ کچھ مشکل تو انہوں نے کہا نہیں ہو گا۔۔اور ویسے بھی۔۔ پوپھو کی حالت تو آپکے سامنے ہے۔۔انہیں راحت انکل کی ضرورت۔۔۔۔" وہ تفصیلاً بولا۔

"لیکن میں سودا کیسے کر سکتا ہوں؟" وہ رونے والے انداز سے بولا۔

"کیسا سودا؟؟ میں سمجھا نہیں؟؟"

"ایک محبت کے بدلے دوسری محبت کا سودا؟ کیا بھیک ہے یہ محبت۔۔"وہ خود کو بمشکل ہی ضبط کر پایا تھا۔

"میں سمجھا نہیں؟؟" اسکے اندر ایک سکون کی لہر دوڑی مگر پھر انجان بنتے ہوئے

بولا۔

''تو آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے کیا کہا؟؟'' وہ استفہامیہ انداز میں بولا۔

''نہیں۔۔لیکن آپ مجھے بتا سکتے ہیں۔۔ہو سکتا ہے میں آپکی کچھ ہیلپ کر سکوں۔۔'' اس نے ہمدردانہ انداز میں کہا۔

''سوری شاہ ویز صاحب۔۔ مجھے لگتا ہے۔۔مجھے اب یہاں سے جانا چاہیئے۔۔ تابینہ آپو سے کہہ دینا کہ جیسے ان کی زندگی گزر رہی ہیں۔۔ویسی ہی گزار دیں۔۔ انہیں تو عادت ہو گئی ہے۔۔لیکن وہ شاید میرے بناء مر جائے۔۔ میں اسکا بھروسہ توڑ نہیں سکتا۔۔'' وہ بے انتہاء دکھ سے بولا اور وہاں سے آناً فاناً غائب ہو گیا۔

اسکے جانے کے بعد وہ اسکے کہے گئے لفظوں کو سوچتا رہا مگر پھر شاطرانہ انداز میں خود سے بولا۔

''بھروسہ تو ٹوٹے گا۔۔ضرور ٹوٹے گا۔۔بھروسہ ہوتا ہی ٹوٹنے کے لیئے ہے۔۔یہ محبت۔۔بھیک میں دینی ہی پڑتی ہے۔۔اور تمہیں بھی دینی پڑے گی۔۔''

دوسری طرف وہ لان سے ہوتا ہوا گیراج تک آیا جہاں اس نے گاڑی پارک کی تھی۔جنت نے اسے روکنے کی کوشش کی لیکن وہ عجلت میں اسے دیکھ ہی نہ سکا اور وہاں سے گاڑی لے کر نکل گیا۔

''آخر ایسا کیا ہوا؟جو یہ اتنا غصہ میں ہے۔۔'' اس نے اسکا نمبر ڈائل کیا۔کئی مرتبہ بیل ہوئی لیکن اسکی طرف سے فون ریسیو نہ کیا گیا۔

''کم۔۔آن۔۔ سجیل۔۔پک آپ دا فون۔۔'' وہ خود کے ساتھ الجھ رہی تھی۔

آخر پندرھویں کال پہ فون ریسیو کیا گیا۔

''کیا ہوا آپکو؟؟ مجھ سے ملے بنا ہی چلے آئے؟ کیوں؟؟''

اس کے اس احمقانہ سوال پہ وہ سر پیٹ کر رہ گیا۔

''تمہارے گھر میں منکر نکیر کا پہرہ ہوتا ہے۔۔اب اس میں تم سے ملنے کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے؟''

''کچھ ہوا ہے کیا؟؟ اتنا موڈ کیوں آف ہے؟ اماں بی نے کیا کہا؟؟'' آخر اسکی طرف سے اہم سوال کیا گیا۔

''جنت۔۔پلیز۔۔بعد میں بات کریں؟'' وہ التجائیہ انداز میں بولا۔

''ابھی کیوں نہیں؟؟'' اس نے تکرار کی۔

''کچھ کام ہے۔۔'' اس نے بہانہ گڑھا۔

''امم۔۔کل آرہے ہیں نا؟شگن کی مٹھائی لے کر؟؟ مجھ سے ملے بناء نہیں جاییۓ گا پلیز۔۔'' وہ بچوں کی طرح معصومانہ انداز میں بولی تو وہ زخمی انداز میں مسکرا دیا۔

''یہ کس نے کہا؟؟''

''اماں بی نے۔۔کہہ رہی تھیں بات ہو گئی ہے آپ سے۔۔'' وہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی۔

''امم۔۔اپنا خیال رکھنا۔۔شام میں کال کروں گا۔۔'' اس نے فون رکھنا ہی زیادہ

مناسب سمجھا۔

''سمجھا تھا یہ عورت اب سیدھی راہ پہ آجائے گی۔۔ لیکن نہیں۔۔ ایک بیٹی کو تو بسانے چلی ہیں۔۔ لیکن دوسری بیٹی کی بیٹی کو تباہ کرنے۔۔ کم از کم۔۔اپنی عمر کا ہی لحاظ رکھ لیا ہوتا۔۔'' زیتون بیگم۔۔'' وہ زہر آلود لہجے میں خود سے بولا۔

''کس سے باتیں کر رہے ہو؟؟'' راحت کچن میں آکر بولا، جہاں وہ سبزی کاٹتے ہوئے خود کے ساتھ الجھ رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ اپنا اسارا غصہ سبزی پہ اتار رہا تھا۔

اسکی طرف سے جواب نہ پاکر راحت نے اسے قدرے غور سے دیکھا۔

''کیا کر رہے ہو تم؟؟ گاجر دھوئے بناء کون کاٹتا ہے؟؟'' وہ زور دے کر بولے تو وہ رکا اور انکی طرف دیکھ کر بولا۔

''یہ لیجیئے آپ ہی کاٹیئے۔۔'' اس نے خراب لہجے میں اتنا کہا اور وہاں سے یہ جا وہ جا۔ جبکہ وہ اسے پیچھے سے پکارتے ہی رہ گئے۔

اس سے پہلے وہ اس سے کچھ پوچھ پاتے، اس نے انہیں کچھ پوچھنے کا موقع ہی نہ دیا۔

انہوں نے سبزی ایک سائیڈ پہ کی اور اپنا فون جیب سے نکالا۔

''اسے کیا ہوا؟ وہاں ایسا کیا ہوا جو۔۔'' وہ اندر ہی اندر پریشان تھے، تبھی انہوں نے شماز کو کال لگائی۔

''کیسے ہو تم؟؟ وہاں سب ٹھیک تو ہے۔۔''

''یہاں تو سب ٹھیک ہے۔۔ لیکن آپکو کیا ہوا؟؟ لگتا ہے سحیل نے خوشی کی خبر نہیں

سنائی۔۔یا خوشی کی خبر سن کر آپ ہڑبڑا سے گئے ہیں۔۔" اس نے انہیں خوب تنگ کیا۔

"خوشی کی خبر؟؟" وہ تھوڑا کنفیوز ہوئے۔

"مبارک ہو۔۔اماں بی مان گئی ہیں۔۔ سجیل سے ساری باتیں طے کرلی ہیں انہوں نے۔۔کل شگن کی مٹھائی بھیج دیجیئے گا۔۔"

اسکی طرف سے سنائی جانے والی خبر واقعی اسکے لیئے خوش کن ثابت ہوئی تھی۔ وہ سمجھ نہیں پارہا تھا کہ کیسے ری ایکٹ کرے۔آنسو اسکی آنکھوں سے ٹپ ٹپ بہنے لگے تھے۔ مگر پھر وہ وضو کرنے کے لیئے واش بیسن تک آئے۔شیشے میں نظر آتے اپنے کھِلتے چہرے کو دیکھ کر وہ خود پہ رشک کرنے لگے۔۔

"میرے مالک۔۔شکریہ "تیرے کُن کا۔۔" وہ دل ہی دل میں بولے۔

وضو کے بعد انکے منہ سے اظہارِ تشکر کا یہ جملہ جوں ہی اسکے کان میں پڑا تو وہ ساکت ہو کر رہ گیا۔

وہ اپنی زندگی کے ملنے پہ شکرانے کے نوافل ادا کرنے چلے گئے لیکن اسکی تو زندگی جیسے قضا ہونے جارہی تھی۔

"نہیں۔۔۔یہ غلط ہے سب۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔۔" وہ اپنی جگہ سے تیزی سے ہلا اور اپنے کمرے میں آکر بیڈ پہ ڈھیر ہو گیا۔

☆☆☆

☆☆☆

''کیا ہو رہا ہے؟؟'' وہ کچن میں عشاء کے بعد، کل آنے والے مہمانوں کے لیئے رَس ملائی تیار کر رہی تھی کہ وہ اسکے پاس آ دھمکا۔

''تم اس وقت؟؟ یہاں؟ سوئے نہیں ابھی تک؟'' اس نے حیرت سے دریافت کیا۔اور ساتھ ساتھ رَس ملائی کے لیئے آٹا گوندھنے لگی۔

''نہیں۔۔ نیند نہیں آ رہی یار۔۔آؤ باتیں کریں۔۔ ''

اس نے اسکی بے تکلفی پہ اسے گھور کر دیکھا۔

''تم ٹھیک تو ہو؟ آج کچھ ایکسٹرا ہی خوش لگ رہے ہو؟'' اب کے وہ رس ملائی کے چھوٹے چھوٹے پیڑے بنا رہی تھی۔

''ہاں۔۔ کرائم پارٹنر نظر نہیں آ رہی تمہاری؟'' اس کے سوال سے صاف ظاہر تھا کہ وہ کس کا پوچھ رہا ہے۔

''اسکے منگیتر کی کال آئی ہے۔۔اسی سے باتیں کر رہی ہے۔۔'' اس نے اسکے منہ کی طرف دیکھ کر اسے چڑاتے ہوئے کہا تو وہ مسکراتے ہوئے اپنا غصہ پی گیا۔

''کب فارغ ہو گی تم؟؟ اور یہ علینہ بھابھی کہاں ہیں آخر؟؟ انہیں کہو نا۔۔''

''علینہ بھابھی کو اور بہت سے کام ہوتے ہیں۔۔ تمہیں کوئی ضروری کام ہے تو کہو۔۔ نہیں تو میرے فارغ ہونے تک انتظار کر سکتے ہو۔۔'' وہ اسے تنگ کرتے ہوئے بولی۔

”کزن۔۔ کوئی بات نہیں۔۔ مجھ سے کام پڑے گا تو میں بھی یہی کہوں گا۔۔ “

”بلیک میل نہ کرو۔۔ سنتی ہوں بات تمہاری۔۔“ وہ اسکے چہرے پہ خفگی کے آثار کو محسوس کرتے ہوئے بولی۔

”ویسے۔۔ تمہیں مجھ سے کام۔۔ عجیب ہے۔۔ خیر۔۔ کافی بیٹ کرو۔۔ کافی پیتے ہیں۔۔پھر باتیں کرتے ہیں۔۔“ اس نے رَس ملائی ڈونگے میں نکالی اور کافی کے لیئے دودھ چولہے پہ رکھا اور کپ بورڈ سے کپ نکالے۔

دوسری طرف وہ اسے فون کرکے تھک چکی تھی، لیکن دوسری طرف سے فون ریسیو نہیں کیا جارہا تھا۔ بھلے ہی اس نے اس سے شام میں فون کرنے کا کہا تھا مگر شام سے رات ہو چکی تھی مگر اس نے نہ تو کال کی اور نہ ہی کال ریسیو کی۔

”رات گئے وہ سوچتا رہا کہ آخر کیا کرے؟

”بہت مشکل ہے فیصلہ لینا۔۔“ وہ اپنے موبائل کی اسکرین کو دیکھتے ہوئے بولا، جو بار باراسکی کال کی وجہ سے روشن ہورہی تھی۔

اسکے ذہن میں ایک ایک بات گھوم رہی تھی۔ کیسے راحت نے تنہاء زندگی کو اپنا مقدر سمجھ لیا تھا؟ اسکے دن اور رات۔۔ سب کے سب اسکے ذہن میں گردش کررہے تھے۔

”مجھے مت چھوڑنا پلیز۔۔“ اسے اسکا عکس نظر آیا۔

"تم میری زندگی میں آنے والے پہلے مرد ہو، جسے میں نے بے انتہاء چاہا ہے۔۔ مجھے مت چھوڑنا پلیز۔۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھا۔اور بالکنی کی طرف بڑھا مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔اسی اثناء میں اسکے کمرے کا دروازہ کھٹکا۔

وہ بالکنی سے واپس مڑا اور دروازے تک جا پہنچا۔دروازہ کھولا تو سامنے راحت کو پایا۔

"بھائی؟آپ۔۔ اس وقت؟ "

"ہاں تو؟؟ اس میں حیرانگی کی کیا بات ہے؟" وہ کھانے کا ٹرے پکڑے اندر آئے اور صوفے کے سامنے موجود میز پہ ٹرے رکھ دیا۔

"چلو آؤ۔۔" وہ خود صوفے پہ بیٹھے اور اسے بھی ساتھ بیٹھنے کو کہا۔

وہ خاموشی سے بیٹھا اور کھانا کھانے میں انکا ساتھ دینے لگا۔

"دس بج چکے ہیں۔۔ تمہارا انتظار کر کے ہی آیا ہوں یہاں۔۔بہت بھوک لگی تھی ناں۔۔" وہ شرارتی انداز سے بولے۔

انکے چہرے پہ اس نے آج سے پہلے اتنی طمانیت محسوس نہیں کی تھی۔

"جی۔۔ذرا کام تھا یونیورسٹی کا۔۔وہی کر رہا تھا۔وقت گزرنے کا پتہ ہی نہ چلا۔۔" اس نے بات گول مول کرنے کی کوشش کی تو وہ ہنس کر بولے۔

"سجو پتر۔۔بھائی ہو تم میرے۔۔ایک عرصے سے سمجھتا ہوں تمہیں۔۔ کچھ نہ کچھ تو ہے جو تم مجھے نہیں بتا رہے؟" اب کی بار وہ ذرا سنجیدگی سے بولے کیونکہ اسکے چہرے پہ غم کے بادل صاف چھائے نظر آرہے تھے۔

"نہیں بھائی کچھ نہیں۔۔" وہ زبردستی مسکرایا۔

"ام م۔۔م م۔۔" وہ اسکے چہرے پہ نظر ڈال کر چپ ہو گئے۔

"بھائی۔۔آپ خوش تو ہیں ناں؟" آخر وہ بولا۔

"خوش؟؟" وہ گہری سانس لیے بولے۔

"خوشی کا تو پتہ نہیں۔۔ لیکن سکون سے ہوں۔۔اور یہ سکون اپنے لیئے نہیں۔۔اسکے لیئے ہے۔۔بہت اذیت کاٹی ہے اس نے۔۔"

اس نے انکے چہرے کی طرف دیکھا جو ابھی بھی زخمی انداز سے مسکرا رہا تھا۔

"ام م۔۔بھائی۔میں چاہتا ہوں کل ہی آپکا ان سے نکاح کر دیا جائے۔۔" وہ کچھ دیر توقف کے بعد بولا۔

"کل؟؟ یہ کیسے ممکن ہے؟ ابھی تو وہ ٹھیک بھی نہیں ہوئی؟" اسکی بات پہ حیرانگی قابلِ دید تھی۔

سجیل انکی بات پہ کھلکھلا کر ہنسا تو انہوں نے سوالیہ نگاہوں سے اسے گھور کر دیکھا۔

"ارے بھائی! یہ کیسی محبت ہوئی اور کیسا احساس؟ کہ انکے ٹھیک ہونے تک آپ انہیں اپنائیں گے نہیں؟ انکا انتظار کریں گے؟"

"تم کیا کہنا چاہتے ہو؟" وہ اسکی بات کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگے۔

"ہونا چاہیئے تو یہ کہ۔۔ نکاح کریں۔۔اپنی امانت کو اپنے پاس لے آئیں۔۔ڈیٹس۔اٹ مائی لارڈ۔۔" وہ سر کو ذرا خم دے کر بولا۔

"ام م م۔۔شرارتی بچہ۔۔سیدھا یہ کیوں نہیں کہتے کہ اپنی امانت تک پہنچنے کے لیئے

پہلے بھائی کی امانت کو گھر لانا ضروری ہے۔۔"

وہ کھلکھلا کر ہنسا مگر اسکی آخری بات پہ اسکے چہرے کی مسکراہٹ یکدم غائب ہوئی۔اور آنکھیں انسوؤں سے بھر گئیں۔

"مجھے معاف کر دینا جنت۔۔۔میں راحت بھائی اور تابینہ آپو کو اپنی وجہ سے اور دور نہیں کر سکتا۔۔مجھے معاف کر دینا۔۔"اس کے دل میں درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں ،جس کے شور نے اسکا سانس لینا محال کر دیا تھا۔لیکن اسکے پاس خود کو راحت کے سامنے مضبوط دکھانے کے سوا کوئی اور راستہ نہیں تھا۔وہ اسکے سامنے،اسکی خوشی میں خوش تھا اور قدرے تصرف سے مسکرائے جا رہا تھا۔

"ارے تم رو کیوں رہے ہو؟؟"انہوں نے اسکا ہاتھ تھام کر پوچھا۔"کوئی بات ہے کیا؟ مجھ سے کچھ چھپا تو نہیں رہے تم؟"انہوں نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔

"نہیں۔۔"وہ بے اختیار ہنسا۔"چھپانا کیا ہے بھلا؟ایک عرصے بعد آپکو خوش دیکھا ہے۔۔اسی لیئے آنکھوں میں ذرا آنسو آ گئے۔۔"اس نے اپنی آنکھوں کے کناروں کو رگڑ کر صاف کیا اور مسکرا دیا۔جواباً وہ بھی مسکرا دیئے۔

☆☆☆

☆☆

"کیا؟؟؟" مہر کے ہاتھ سے گرم کافی کا کپ گرتے گرتے بچا۔

"پاگل ہو گئے ہو تم؟ ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔ تمہارا وہم ہے یہ سب۔۔" اس نے کافی کو میز پہ رکھا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

سب گھر والے تو گہری نیند سو رہے تھے اور وہ دونوں کچن میں بیٹھے الجھ رہے تھے۔

"اسکی شادی جہانگیر سے ہی ہو گی۔۔ جہانگیر بس اگلے ہفتے ہی آرہا ہے اٹلی سے۔۔ تم فضول میں اپنے اس چھوٹے سے ذہن کو شاطرانہ باتوں اور منصوبوں میں ضائع کر رہے ہو۔۔" اس نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

"کس کو بے وقوف بنا رہی ہو؟" اس نے بڑے سکون سے کافی کا کپ منہ کو لگایا۔

"تم نے اگر ایسا ویسا کچھ کیا تو اچھا نہیں ہو گا۔۔ شماز بھائی سے تمہاری شکایت کر دوں گی ۔۔ سمجھے۔۔" اس نے اسے دھمکایا تو وہ اور مسکرایا۔

"انہیں بتا کر اپنا نقصان ہی کرو گی۔۔ خیر۔۔ بیٹھو۔۔ کافی پیو۔۔ سکون سے بات کرتے ہیں۔۔"

اسکا پر سکون لہجہ اسے کافی دہشت دلا رہا تھا۔ اسکے ذہن میں جنت کی کہی بات گھومی جو آج صبح اس نے اسے بتائی تھی۔ مگر اس نے آئیں بائیں شائیں ہی کر دی تھی۔

"بیٹھو۔۔" وہ پھر سے بولا تو وہ خاموشی سے کرسی پہ بیٹھی۔

"تمہارے جیسا جگرا نہیں میرے اندر۔۔ تم نے اسے جنت کو سونپ دیا لیکن میں جنت اسے سونپ نہیں سکتا۔۔"

اس کی یہ بات سن کر تو اسکی آنکھیں پھیل سی گئیں۔

”اب یہ سوال مت کرنا کہ میں کیسے جانتا ہوں سب۔۔“ اس سے پہلے وہ کچھ پوچھتی، اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے کچھ بھی پوچھنے سے منع کیا۔

۔

رائے سے ضرور آگاہ کریں۔۔

Writer : Uzma Zia

❤️ جاری ہے ❤️

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین